بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

خرمؔ مراد

جماعتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ نے' اپنے اجلاس منعقدہ ۲۲ - ۲۳ مئی ۱۹۹۳ میں متفقہ طور پر' آنے والے انتخابات میں حصہ لینے کے لیے ایک وسیع تر پلیٹ فارم بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلہ کے مطابق ۲۴ مئی کو لاہور میں ایک ملک گیر کنونشن منعقد ہوا' اور پاکستان اسلامک فرنٹ کے نام سے ایک تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔

یہ فیصلہ ایک اہم فیصلہ ہے۔ مگر اپنی نوعیت کا کوئی نیا فیصلہ نہیں۔ جب سے جماعت نے انتخابات میں حصہ لینا شروع کیا ہے' بالعموم کوئی وسیع تر پلیٹ فارم ہی بنایا ہے۔ ۱۹۵۱ میں جب پہلی دفعہ پنجاب کے انتخابات میں حصہ لیا' تو ایک پنچایتی نظام تشکیل دیا۔ کوئی دو نظائر ہر پہلو سے یکساں نہیں ہوتے۔ مگر فرنٹ کی طرح' پنچایتوں میں بھی جماعت کے باہر سے جماعتیں نہیں بلکہ افراد شریک تھے۔ یہ بھی صرف پیشِ نظر انتخاب کے لیے بنی تھیں۔ (اگرچہ جماعت فرنٹ کو مستقل حیثیت بھی دے سکتی ہے)۔ یہ فرق بھی ضرور ہے کہ پنچایتوں کا نظام ملک گیر نہ تھا' اس کی کوئی باقاعدہ تنظیم نہ تھی' اور اس میں جماعت بحیثیت جماعت نہیں' بلکہ جماعت کے افراد شریک تھے۔ ۱۹۷۰ میں جماعت نے براہِ راست تو حصہ لیا' مگر ایک وسیع تر مفاہمت کا راستہ بھی اختیار کیا۔ لیکن بس یہ آخری الیکشن تھا جو جماعت نے بلا واسطہ لڑا۔ ۱۹۷۷ میں اس نے پاکستان قومی اتحاد کے واسطہ سے حصہ لیا' اور ۱۹۸۸ و ۱۹۹۰ میں اسلامی جمہوری اتحاد کے واسطے سے۔ یہ دونوں اتحاد ایک لحاظ سے فرنٹ سے مختلف بھی تھے۔ وہ یہ کہ انؔ میں' جماعت کی دعوت پر شریک ہونے والے افراد کے بجائے' جماعتیں شریک تھیں' ہر قسم کی دینی و لادینی جماعتیں۔ لیکن فرنٹ کی طرح ان کی بھی باقاعدہ ملک گیر تنظیم تھی' عہدیدار تھے' دستور بھی تھا۔ بظاہر یہ

صرف انتخابات میں شرکت کے لیے بنے تھے' لیکن ۱۹۷۷ میں بھی جماعت نے یہ واضح کردیا تھا کہ قومی اتحاد کوئی بھان متی کا کنبہ نہیں کہ انتخابات کے بعد ٹوٹ جائے' بلکہ یہ قائم رہے گا' اور جیت گیا تو جماعت اتحاد کی حکومت بھی بنائے گی۔ اور' ۱۹۸۸ کے انتخابات کے بعد تو جماعت کی مجلسِ شوریٰ نے باقاعدہ فیصلہ کیا کہ "جس وقت بھی انتخابات ہوں ان میں حصہ لینے کے لیے' وہ اسلامی جمہوری اتحاد کو منظم کرے گی' اور مستحکم و موثر بنائے گی"۔

۱۹۷۷ سے ۱۹۹۰ تک کے ان انتخابات میں جماعت نے اس طرح حصہ لیا کہ نہ نام اس کا اپنا تھا' نہ انتخابی نشان' نہ منشور' نہ تنظیم' اور نہ تنظیم میں اسے کوئی فیصلہ کن حیثیت حاصل تھی۔ سب کچھ اتحاد کا تھا' اور جماعت اتحاد' اتحاد میں شامل جماعتوں اور افراد' اور اس کی حکومت کے تمام کاموں کے لیے ذمہ دار تھی۔

حالیہ اسلامک فرنٹ کے بارہ میں جو بھی اصولی' دستوری' اور عملی اعتراضات پیدا ہوئے ہیں' یا پیدا کیے جارہے ہیں' کم و بیش یہی اعتراضات ماضی کے ان سارے اقدامات پر بھی وارد ہوتے ہیں۔ بظاہر تو ایک معقول آدمی کے لیے ان اشکالات کے ازالہ کے لیے یہی بات کافی ہونا چاہیے تھی کہ فرنٹ کے مثل تدبیریں بانیٔ جماعت" اور ان کے معتمد ترین رفقا کے ہاتھوں' یا ان کی نگاہوں کے سامنے' اختیار کی جاتی رہی ہیں۔ لیکن کیونکہ یہ اشکالات مخلص اور بہی خواہ ذہنوں میں بھی پیدا ہوئے ہیں' اس لیے فرنٹ کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو سے' امید ہے' کسی درجہ میں اطمینانِ قلب پیدا ہوسکے گا۔

یہی نہیں کہ فرنٹ کا قیام کوئی نیا فیصلہ نہیں' بلکہ یہ کسی ایسے نئے طریقِ کار کا آغاز بھی نہیں جو مولانا مودودی" کے بتائے ہوئے' اور ابتدا ہی سے جماعت کے اختیار کردہ' طریقِ کار سے مختلف یا منحرف ہو۔ بلکہ یہ اس ابتدائی نقشۂ کار ہی کا تسلسل' اور اس کا فطری اور منطقی نتیجہ ہے۔

انقلاب کے لیے ہمارا اصولی طریقِ کار دو بنیادی اجزا پر مشتمل رہا ہے۔ ایک' دعوت و تبلیغ کے ذریعہ مضبوط رائے عامہ تیار اور منظم کرنا' اور ایسی عوامی' اجتماعی جدوجہد برپا کرنا جو جمہوری و آئینی ذرائع سے مطلوبہ تبدیلی لاسکے۔ دوسرے' عوام کی سربراہ کاری کے لیے ایک مختصر جماعت فراہم کرنا۔ تربیت یافتہ جماعت فی نفسہٖ مطلوب نہیں تھی' کہ یہ مزاج خانقاہی ہوتا۔ نہ یہ پیشِ نظر تھا کہ صرف اس کے ذریعہ مطلوبہ تبدیلی آجائے گی۔ بلکہ اس طرح ایسے کارکنوں کا

گروہ درکار تھا' جو "عوام کو ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے ساتھ ابھار سکے' اور منظم طریقے سے ساتھ لے کر چل سکے۔"

مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں : "اول روز سے ہمارے پیشِ نظر ایک . . . اجتماعی جدوجہد برپا کرنا تھا۔ . . . اس غرض کے لیے ہم اپنی کوئی الگ جماعت بنانا نہیں چاہتے تھے' بلکہ ہماری خواہش یہ تھی کہ مسلمانوں میں اس چیز [اصل مقصدِ وجود اور اس کے لیے جدوجہد] کا صحیح احساس پیدا ہو . . . ہم نے جماعت اس وقت بنائی جب ہماری ۹ سال کی مسلسل تبلیغ و تلقین کے باوجود مسلمانوں نے من حیث القوم اس راہ کو اختیار نہ کیا جسے ہم پیش کر رہے تھے" (جماعتِ اسلامی کا مقصد' تاریخ اور لائحہ عمل' ص ۳۶ - ۳۷)

اسلامک فرنٹ نہ شارٹ کٹ کے ذریعہ مسندِ اقتدار حاصل کرلینے کی ہوس کا نتیجہ ہے' نہ غیر معمولی صبر اور حلم اور لگاتار محنت کی راہ سے فرار کا' نہ وہ ناپسندیدہ کام کرنے کے شوق کا جو جماعت میں رہ کر نہ کیے جا سکتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ کچے اور عام لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر چلنے میں کامیاب ہونے کے لیے کہیں زیادہ صبر و حلم اور محنت درکار ہوگی۔

بنیادی طور پر' اور طویل المیعاد حکمتِ عملی کے تناظر میں' یہ توسیع و تنظیم کے ذریعہ امت کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو اپنے مشن کی ادائیگی کے لیے متحرک و منظم کرنے کا ایک اقدام ہے۔ اور' اس لحاظ سے جماعت کے اصولی نقشۂ کار کا تسلسل اور تقاضا ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد' مولانا مودودیؒ کی رہنمائی میں جماعت نے تیز رفتار توسیع اور عوامی جدوجہد کے جس مرحلہ میں دفعتاً" قدم رکھ دیا تھا' فرنٹ اس مرحلہ کا تقاضا بھی ہے۔ یہ جماعت کی اس پچاس سالہ محنت کا تقاضا بھی ہے' جس کے نتیجہ میں کثیر انسانی ثمرات پیدا ہوئے ہیں' مگر وہ منتشر ہیں اور منظم ہو کر ہی ایک قوت بن سکتے ہیں۔ انتخابات کے تناظر میں ' یہ اس عمل کا ناگزیر تقاضا بھی ہے جسے جماعت نے زمامِ کار کی تبدیلی کے لیے اختیار کیا ہے - یہی وجہ ہے کہ جب انتخابات آتے ہیں' جماعت وسیع تر پلیٹ فارم بنانے کے ایسے ہی کسی اقدام کو اختیار کرتی ہے۔

یہ ایک بالکل نیا اور ماضی کے اقدامات سے مختلف اقدام ہوتا تو بھی کوئی مضائقہ نہ تھا۔ ہم ' مولانا مودودیؒ کے الفاظ میں' کہہ سکتے تھے کہ "ہمیں جو کچھ بھی واسطہ ہے اپنے مقصد سے ہے' نہ کہ کسی خاص طریقے (method) سے" --- "طریقِ کار حالات کے لحاظ سے بدلا جاسکتا ہے۔" مگر اس فرنٹ کے بارے میں تو ہم ان کے وہ الفاظ دہرا سکتے ہیں جو انہوں نے ۱۹۵۷ میں اسی قسم کے حالات' اعتراضات اور لٹریچر سے حوالوں کے جواب میں کہے تھے : "اصولی طریقِ کار

میں کوئی بنیادی تغیر نہیں کیا گیا۔۔۔ جس چیز کو تغیر کہا جا سکتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہم نے حالات کی تبدیلی کے ساتھ اس طریقِ کار پر عملدر آمد کی شکل بدل دی ہے۔"

یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ فرنٹ کا قیام' اگر مستقل بھی ہو' جماعت کی حکمتِ عملی اور تنظیم کی ناکامی کا اعتراف نہیں ہے۔ غور کیجیے تو' اس کے برعکس' یہ اس کی کامیابی کا اعتراف ہے۔ یعنی اپنی حکمتِ عملی اور تنظیم کے نتیجہ میں جماعت اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ اب وہ اپنے عام ہم خیال انسانوں کو بھی منظم کر سکتی ہے' ان کو زمامِ کار کی تبدیلی کے لیے جدوجہد میں' فیصلہ سازی میں شریک کر سکتی ہے' اور جماعت کے کارکن ان کی تنظیم کی صحیح سربراہی کر سکتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ابھی جماعت میں وہ افراد موجود نہیں جو عوام کو منظم کر کے ان کی صحیح رہنمائی کر سکیں' اور ہماری سربراہی میں ہوتے ہوئے بھی ---- محسوس ہو یا غیر محسوس ---- تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ' کچے اور پکے انسانوں کی یہ تنظیم لازماً غلط راستہ پر جائے گی' غلط کام کرے گی' بے اعتبار نکلے گی' تو یہ دراصل اپنی اب تک کی حکمتِ عملی کی ناکامی کے اعتراف کے مترادف ہوگا۔ ہمیں بھی اپنی کمزوریوں کا احساس ہے' ہمیں بھی اندیشے ہیں' لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ کی نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے وقت کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں آگے بڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کہا جائے کہ ۵۰ سال کے بعد بھی کارکنوں کا وہ گروہ تیار نہیں ہوا جو جماعت کو عوام کی صحیح رہنمائی کے لیے مطلوب تھا' تو پھر تو اسے اپنے پورے نظام اور حکمتِ عملی پر از سرِ نو غور کرنا چاہیے۔

فرنٹ کا مقصد منظّم توسیع ہے۔ عددی قوت میں اضافہ بھی۔ عددی قوت میں اضافہ اور اس کے اظہار (شو) کی خواہش اور کوشش غیر پسندیدہ اور مذموم چیز نہیں' بلکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کو عین محبوب ہے۔ اور امتِ مسلمہ کے مشن کی تکمیل کے لیے ناگزیر ہے۔

دیکھیے! نصرت و فتح کو یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے۔ یہ فوج در فوج آنے والے لوگ کس معیار کے اور کتنے تربیت یافتہ تھے؟ مسلمان ماؤں کے لیے زیادہ بچے پیدا کرنے کو اس لیے پسند کیا گیا ہے تاکہ حضور اپنی امت کی تعداد پر فخر کر سکیں؟ نسلی مسلمان کس کس طرح کے ہوتے ہیں؟ قیامت کے دن بھی اپنی امت کی کثرتِ تعداد پر فخر کیا گیا۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ میں' قوت سے مراد' سب سے پہلے تو نفری قوت ہے۔ جب قتال کے لیے تعداد اتنی ضروری ہے' تو انتخابات کے لیے تو اور زیادہ ضروری ہوگی' جس میں

کامیابی کا انحصار ہی' اللہ کی نصرت کے بعد' اس پر ہے۔ اظہار (شو) کا معاملہ دیکھیے - غزوۂ بدر میں کبھی تعداد کو آدھا دکھایا گیا' (لڑنے کا حوصلہ پیدا کرنے کے لیے)' کبھی دگنا' (دلوں میں رعب و ہیبت پیدا کرنے کے لیے)۔ آپؐ عمرہ کے لیے تشریف لے گئے' تو طواف میں اکڑ کر چلنے کی سنت قائم فرمائی۔ عورتوں کو نمازِ عید میں حاضر ہونے کا حکم دیا تو یہ مصلحت بیان فرمائی کہ وہ مسلمانوں کی جماعت اور شوکت کو دیکھ سکیں' اور اس میں اضافہ کا سبب بھی بنیں۔ جن کو "شو" بہت ناپسند ہے وہ یہ غور کریں کہ خود ہمارے زمانہ میں بانئ جماعتؒ نے یومِ شوکتِ اسلام منایا' استقبالیے' جلوس اور مظاہرے رائج کیے' غلافِ کعبہ کا جلوس نکالا' جب کہ وہ خود ایک وقت ریزولیوشن' استقبالیوں' جلسوں اور جلوسوں کو اس تحریک کے لیے سمِ قاتل قرار دے چکے تھے۔

عددی توسیع سے استحکام اور معیار کی کمی کا خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی خطرہ فرنٹ کے بارے میں ہے۔ یہ خطرہ حقیقی ہے۔ اگرچہ بالعموم توسیع سے معیاری افراد کی تعداد میں تو کمی نہیں ہوتی' مگر ان کے تناسب میں ضرور کمی واقع ہوتی ہے۔ اس سے مجموعی معیار ہلکا پڑتا ہے' ضعف پیدا ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے سعی و ثبات مطلوب کے معیار کو' دس کے مقابلہ میں ایک سے گھٹا کر دو کے مقابلہ میں ایک' کردیا تو اسی ضعف کی طرف اشارہ فرمایا (الانفال)۔

مولانا مودودیؒ اچھی طرح جانتے تھے کہ توسیع جتنی زیادہ ہوگی' استحکام و معیار میں کمی آئے گی۔ لیکن توسیع ناگزیر ہے' کہ اس کے بغیر کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتے۔ اسی لیے انہوں نے فرمایا: "توسیع کتنی بھی ہوتی چلی جائے' گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ [استحکام اگر پوری طرح نہ ہوسکے' تو اس سے بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں]۔ توسیع کو روکنے کی بھی ضرورت نہیں۔ توسیع ہونے دیجیے لیکن نیوکلیس مضبوط بناتے چلے جایئے۔" فرنٹ کا قیام اسی سوچ کا مظہر ہے۔

اسی لیے کہ یہ اطمینان رہے کہ نیو کلیس مضبوط رہے گا' جماعت کے نظام میں کوئی تبدیلی پیشِ نظر نہیں ہے۔ نیو کلیس کو مضبوط رکھنے کے لیے' اور ایسے افراد کو تحریک میں ساتھ لے کر چلنے کے لیے جن کے لیے نظمِ جماعت کفایت نہیں کرتا' علیحدہ تنظیمیں بنانے' ایسی تنظیمیں بنانے جن میں نہ طریقِ کار تحریری طور پر قرآن و سنت کا پابند ہے نہ افراد کی شمولیت کے لیے کوئی معیار ہے (مثلاً ٹریڈ یونینیں)' اور ان میں جماعت کے افراد کو شریک کرنے کے' (خواہ ان تربیت یافتہ افراد کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہو)' اتنے نظائر موجود ہیں کہ ان کا ذکر ضروری نہیں۔

فرنٹ غیر تربیت یافتہ اور ایک حد تک مختلف خیال و مزاج کے لوگوں کو جماعت میں شامل کرنے کا دروازہ کھولنے کے لیے قائم نہیں کیا گیا ہے۔ یہ دروازہ تو ایک حد تک اب بھی کھلا ہوا

ہے۔ فرنٹ میں شمولیت کی شرائط تقریباً وہی ہیں جو بحیثیت متفق جماعت میں شامل ہونے کے لیے ہیں۔ ایسے غیر تربیت یافتہ متفق حلقہ ٔمتفقین قائم کرکے جماعت کی پوری نمائندگی کا مقام اور اختیار حاصل کرلیتے ہیں۔ وہ جماعت کے حلقوں اور شعبوں کو چلانے کے لیے ذمہ دار مقرر کیے جاتے ہیں' وہ پارلیمنٹ میں جماعت کے نمائندے بنتے ہیں' وہ جماعت کی پارلیمنٹری پارٹی کے رکن بنتے ہیں' وہ جماعت کے ترجمان پرچوں کے مدیر بنتے ہیں۔ ایسے متفق بنانے کا آغاز اس وقت ہوا تھا جب ۱۹۵۱ میں پنجاب کے انتخابات کے لیے پنچائتیں قائم کی گئی تھیں۔

جب جماعت میں بطور متفق داخلہ ہوسکتا ہے' تو پھر علیحدہ سے فرنٹ کا قیام کیوں ضروری سمجھا گیا؟ ہماری دانست میں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جس تنظیم میں شامل ہونے والے مساوی نہ ہوں' اور فیصلہ سازی میں برابر کی حیثیت کے مالک نہ ہوں' اس تنظیم کا طاقت پکڑنا مشکل ہے' اور افراد کی وابستگی بھی مضبوط نہیں ہوسکتی۔ آخر حلقہ ہائے متفقین کا وہ پروگرام کیوں اب تک کاغذ کی زینت بنا ہوا ہے جو انتخاباتِ پنجاب کے بعد وضع کیا گیا' اور جس کی اجتماعِ ماچھی گوٹھ میں توثیق کی گئی! لایک وجہ شاید اس تنظیم کی نوعیت ہے۔

جماعت کے تربیت یافتہ اور چھلنیوں سے گزرے ہوئے افراد سے بھی کمزوریوں اور گناہوں کا ارتکاب ہوتا رہا ہے' فرنٹ میں شامل افراد سے بھی ہوگا۔ کچھ زیادہ بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن اس معاملہ میں تو مولانا مودودیؒ کا قول' قولِ فیصل کی حیثیت رکھتا ہے۔

وہ کہتے ہیں: میرے علم میں ایسا کوئی طریقِ تربیت اب تک نہیں آیا ہے جو معیارِ مطلوب کے آدمی تیار کرنے کی سو فیصد ضمانت دیتا ہو۔ صدر اول میں جن لوگوں سے خدا کا کام لیا گیا تھا وہ سب بھی یکساں نہ تھے اور نہ ان میں کوئی بشری کمزوریوں سے مبرا تھا۔ آج بھی جن لوگوں کے ہاتھوں یہ کام ہوگا وہ ہر طرح کی کمزوریوں سے پاک نہ ہوں گے۔ آپ حدِ کمال نگاہوں سے اوجھل تو نہ ہونے دیں' اور اس تک خود پہنچنے اور دوسروں کو پہنچانے کی کوشش جاری رکھیں' مگر جب عملاً خدا کی راہ میں کام کرنا اور ہزارہا آدمیوں سے کام لینا ہو تو قرآن و سنت کے مطابق دین کے تقاضوں اور مطالبات کی حدِ اوسط آپ کو نگاہ میں رکھنی پڑے گی' جس پر آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا قائم ہوجانا راہِ خدا میں کام کرنے کے لیے کافی ہو۔

یہ ہے وہ بصیرت جس کے بغیر تبدیلی کی جدوجہد کامیابی کی راہ پر آگے نہیں بڑھ سکتی۔ یہ سوال بالکل بے معنی ہے کہ کہیں فرنٹ کے شرکا سے کسی غلطی کا ارتکاب تو نہ ہوجائے گا؟ یہ مطالبہ بھی بالکل بلا جواز ہے' بلکہ دین کی بنیادی تعلیمات سے متصادم' کہ فرنٹ اپنے امیدواروں

کے اعمال و کردار کی ضمانت دے۔ فرنٹ تو کجا' خود جماعت بلکہ کسی نبی کے لیے بھی یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنے ساتھیوں کے اعمال و کردار کی ضمانت دے۔ ہر شخص سے گناہ سرزد ہوسکتا ہے' اس کے لیے کوئی دوسرا شخص یا جماعت کیوں ذمہ وار اور جواب دہ ہو' کس طرح ضمانت دے؟ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی دین کا مسلمہ بنیادی اصول ہے۔

ہاں' ہماری اس بات کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ فرنٹ یا جماعت اس بات کے لیے ذمہ وار نہیں کہ اپنے سے وابستہ افراد کو نیکی کی طرف بلائیں' نیکی پر قائم رکھنے کی کوشش کریں' جن کو امیدوار بنائیں دیکھ بھال کر بنائیں' وہ غلطی کریں تو مناسب کارروائی کریں۔ جو لوگ یہ مطلب نکالتے ہیں ان کے بارہ میں کم عقلی کا شبہ تو نہیں ہوسکتا' اور کج عقلی یا بددیانتی کا گمان کرنے کو دل نہیں چاہتا۔

بعض لوگ فرنٹ سے اس لیے خائف و گریزاں نظر آتے ہیں کہ کچے پکے لوگوں کی یہ تنظیم جماعت کے لیے مسائل پیدا کرے گی' لوگ طرح طرح کے کام کریں گے' بھانت بھانت کی بولیاں بولیں گے۔ اس بات سے قطع نظر کہ ان لوگوں کی نظر میں اب جماعت خود بھی ان مسائل کا شکار ہے' اور اس کی ساکھ گرتی جارہی ہے' ایک طرف تو اس خوف و گریز کا اطلاق ان سارے اتحادوں پر ہوتا ہے جو ماضی میں بنائے جاچکے ہیں۔ دوسری طرف یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ بالآخر جماعت کی پارلیمنٹری پارٹی کو وسیع ہونا ہے اور اس میں غیر ارکان کی تعداد میں اضافہ ہونا ہے۔ ایک محدود سی پارٹی کے تجربات ہمارے سامنے ہیں۔ پھر کیا اس خوف سے ہم پارلیمنٹری پارٹی کو وسعت دینے سے اجتناب کریں؟ پچاس سال بعد سہی' وہ گھڑی بھی آسکتی ہے کہ جب ایک یا چند وزارتیں' یا پورا نظام ہمارے ہاتھوں میں ہو۔ یہ وزارتیں اور یہ نظام فرنٹ کے افراد سے بھی زیادہ ناپختہ' بلکہ بعض صورتوں میں مخالف و متضاد افراد پر مشتمل ہوگا۔ اپنی وزارت یا نظام کے افراد کے افعال کے لیے ہم اس سے زیادہ ذمہ وار ہوں گے جتنے جماعت کے افراد کے لیے ہیں۔ یہ افراد جو مسائل پیدا کریں گے' کیا ان کے خوف سے ہم نظام سنبھالنے ہی سے دور رہیں؟ کیا کوئی وزارت یا نظام ہم اس وقت سنبھالیں جب اس کے سب افراد قابل اطمینان ہوں؟

یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ جماعت تمام سیاسی سرگرمیاں فرنٹ کے سپرد کردے گی' اور وہ خود دعوتی و تربیتی کاموں تک محدود ہوجائے گی۔ یہ بات اس وقت بھی صحیح نہیں تھی' اور نہ کہی گئی تھی' جب جماعت نے انتخابات میں حصہ لینے کے لیے اسلامی جمہوری اتحاد کو منظم' مستحکم اور

مؤثر بنا کر مستقل حیثیت دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اب بھی صحیح نہیں ہے۔

جہاں تک سیاسی سرگرمیاں فرنٹ کے حوالہ کرنے اور غیر معیاری امیدوار کھڑا کرنے کا تعلق ہے، تو "قراردادِ ماچھی گوٹھ کے تناظر میں" ایسا فرنٹ، عارضی ہو یا مستقل، "بالواسطہ" شرکت کی ایک شکل ہے۔ ماضی کے اتحاد بھی "بالواسطہ" شرکت کی شکل تھے، ورنہ ان کا قیام جائز نہ ہوتا۔ "بالواسطہ" شرکت کی تعریف یہ کی گئی تھی کہ جماعت باہر کے ایسے امیدواروں کی پوری حمایت کرے جو اس کے مقصد کے لیے مفید بھی ہو سکیں، اور از خود کامیاب ہونے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں۔ بلکہ ایسے افراد تلاش کرکے انہیں کھڑا کرے۔ ماضی کے اتحادوں میں جماعت نے خود کو، انتخابات کی حد تک، ضم کردیا تھا، اور ہر طرح کے نمائندوں کی حمایت کی تھی۔ جب کہ فرنٹ میں جماعت ہی روحِ رواں ہے، اور امیدوار کھڑا کرنے میں اس کی پسند شامل ہوگی۔

جماعت فرنٹ میں اس طرح موجود رہے گی جس طرح گلاب کے پھول میں اس کی خوشبو۔ اس تناظر میں فرنٹ کی سیاسی سرگرمیاں جماعت ہی کی مطلوبہ سرگرمیاں ہوں گی۔

پھر، ہماری نظر میں سیاست صرف انتخابات میں حصہ لینے کا نام نہیں۔ اسی لیے اگرچہ ہم نے انتخابات میں حصہ لینے کے لیے جماعت کو ایک سیاسی جماعت قرار دیا، اور اس حیثیت سے رجسٹر بھی کرایا، لیکن ہمارا موقف ہمیشہ یہی رہا کہ جماعت معروف و محدود معنوں میں صرف ایک سیاسی جماعت نہیں ہے، بلکہ ایک تحریک ہے۔ سیاست کی تعریف تو طاقت کے سرچشموں پر اثر انداز ہوکر ایک اچھے معاشرہ کی تعمیر کی سعی ہے۔ اس لحاظ سے جماعت کا سارا دعوتی و تربیتی کام بھی اسی مقصد پر مرکوز رہے گا۔ ان وسیع معنوں میں، صرف انتخابات میں شرکت کا کام فرنٹ کے ذریعہ کرنے کے باوجود، جو معمولاً پانچ سال میں ایک دفعہ منعقد ہونا چاہئیں، دوسری تمام سیاسی سرگرمیاں، خصوصاً دو انتخابات کی درمیانی مدت میں، جماعت ہی کرتی رہے گی۔

کچھ مسائل و اشکالات کی نوعیت عملی ہے۔ جماعت اور فرنٹ کے تعلق کی تفصیلات کیا ہوں گی؟ کیا فرنٹ کا سارا کام جماعت اور اس کے افراد ہی کو کرنا ہوگا؟ کیا یہ فرنٹ اس بات میں کامیاب ہوگا کہ جماعت کے باہر کے مطلوبہ افراد کو متحرک کرسکے؟ کیا بااثر اور ذی حیثیت افراد اس میں شامل ہوں گے؟

اس بارہ میں صحیح بات یہ ہے کہ نقشہ کار کا مکمل، تفصیلی بلیو پرنٹ پہلے سے بنا ہوا نہ ہوسکتا ہے، نہ ہے۔ یہ تو تجربات، نتائج، حالات اور زمینی حقیقتوں کے مطابق بنتا رہے گا۔ ایک بالغ نظر قیادت میں یہ صلاحیت ضروری ہے کہ اس کے پاس ایک خاکہ اور وژن موجود ہو، اور وہ تجربات

اور حالات کی روشنی میں اس پر عملدرآمد کی شکلیں بناتی رہے' اور بدلتی رہے۔

جہاں تک امکانات کا تعلق ہے' تو تجزیہ کے بعد امید پر ہی کام شروع کیا جاتا ہے۔ کامیابی کی ضمانت نہ پہلے کبھی دی جاسکی ہے' نہ اب دی جاسکتی ہے۔ نہ یہ ضروری ہے ۔ ہماری ذمہ داری صرف اتنی ہے کہ اللہ کی دی ہوئی عقل استعمال کرکے اس کے دین کے غلبہ کے لیے اپنی دانست میں بہترین تدابیر اختیار کریں۔ کتنی مہمات ایسی تھیں جن کی کامیابی یقینی نظر آتی تھی' مگر وہ ناکامی سے دوچار ہوئیں۔ کتنی ایسی ہوئیں کہ لوگ ان پر ہنستے تھے' مگر وہ کامیاب ہوئیں۔

ہمیں کوئی فوری نتائج کی توقع نہ ہے' نہ ہونا چاہیے۔ یہ وقت طلب اور محنت طلب کام ہے۔ دروازوں کے باہر کوئی قطاریں لگی ہوئی نہیں ہیں' کہ فرنٹ بنتے ہی لوگ داخل ہونا شروع ہوجائیں گے۔ کتنے باثر لوگ آئے؟ یہ ہماری نظر میں اہم ضرور ہے' لیکن نہ یہ فرنٹ کی کامیابی یا ناکامی کا معیار ہوسکتا ہے' نہ آغاز کی رفتار دیکھ کر ابھی سے مستقبل کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ فوری طور پر انتخابی کامیابی کے امکانات اگر امید افزا نہیں' تو انہیں فرنٹ کے کھاتہ میں ڈالنا قرینِ انصاف نہ ہوگا۔ فرنٹ کو تو ان ہی انتخابی امکانات پر اپنی عمارت تعمیر کرنی ہے جو جماعت نے تقریباً نصف صدی میں پیدا کیے ہیں۔ فرنٹ کی کامیابی کا بیرومیٹر تو یہ ہوگا کہ وہ نظمِ جماعت کے باہر کے کتنے افراد کو متحرک و فعال بنا سکتا ہے۔

اس مقصد میں کامیابی کے لیے' اللہ کی نصرت کے بعد' تین چیزیں درکار ہیں ۔ ایک' ایسا پروگرام جو لوگوں کے دل کی آواز بن سکے' معاشرے میں ایک ایسی لہر پیدا کرسکے جس پر لوگ سوار ہوسکیں' اور ان کی تربیت بھی کرسکے۔ دوسرے' ایک ایسی قیادت جو لوگوں کی آنکھوں کا تارا بن سکے۔ تیسرے' ایک ایسی تنظیم جس میں لوگ مساوی حیثیت سے شریک ہوسکیں۔ فی الحال جماعت آنے والے انتخابات کے لیے تیسری چیز تیار کررہی ہے۔ اگر جماعت نے فرنٹ کو بنانے کے لیے کما حقہ محنت کی' اور پہلی دو چیزیں بھی اس نے فراہم کرلیں' تو انشاء اللہ فرنٹ کی کامیابی کے امکانات روشن ہوں گے۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

اللھم وفقنا لما تحب وترضی